تفسیر نور العرفان (قسط ۲)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) سورت فاتحہ (۵) کے تحت لکھتے ہیں:
''صالحین سے ان کی وفات کے بعد مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں۔''
(تفسیر نور العرفان، ص2)

غیر اللہ سے استعانت شرک ہے۔

۞ علامۃ الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ يَسْتَعِينُونَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فِي حَوَائِجِهِمْ مِنْ شِفَاءِ الْمَرِيضِ وَغِنَاءِ الْفَقِيرِ، وَيَنْذُرُونَ لَهُمْ، يَتَوَقَّعُونَ إِنْجَاحَ مَقَاصِدِهِمْ بِتِلْكَ النُّذُورِ، وَيَتْلُونَ أَسْمَائَهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، فَأَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِم أَنْ يَّقُولُوا فِي صَلَاتِهِمْ : ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾(الفاتحة : ۵)، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجنّ : ۱۸)، وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ، كَمَا قَالَهُ الْمُفَسِّرُونَ، بَلْ هُوَ الْاِسْتِعَانَةُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾(الأنعام : ۴۱) .

''مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے

غیراللہ سے مدد مانگتے ہیں اوران کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں۔ان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذرونیاز کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیراللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہرنماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ : ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ (الفاتحہ:۵) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)۔نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸) (تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو)۔اس آیتِ کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ یہاں استعانت مراد ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾ (الانعام:۴۱) (بلکہ تم [سخت مصیبت کے وقت] اسی [اللہ] کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دُور فرماتا ہے)۔''

(حُجّة اللّٰہ البالغة :1/185)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس خرچ کرنے میں زکوٰۃ، صدقات، محفل میلاد میں خرچ، گیارہویں شریف وغیرہ۔غرضیکہ ہر کارِخیر میں خرچ کرنا شامل ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص3)

نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کو یوم عید قرار دینا روافض کا طریقہ ہے۔عید میلاد بدعت ہے۔اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔مسلمانوں کے دو مذہبی تہوار ہیں، ان کے علاوہ کوئی مذہبی تہوار نہیں، لہٰذا عید میلاد پر خرچ کرنا باطل ہے۔رہا گیارہویں شریف کا معاملہ، اگر

کہیں کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے ایصال ثواب ہے، تو جائز نہیں، کیونکہ امتیوں کو کسی بھی عمل کو کسی موقع اور دن کے ساتھ خاص کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کہیں کہ یہ شیخ عبد القادر جیلانی کے نام کی نیاز ہے، تو نذر و نیاز عبادت ہے، غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ اس طرح کے استدلالات تحریف معنوی کے ضمن میں آتے ہیں۔

③ مفتی صاحب سورت بقرہ (۳۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص8)

آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خبر دی، نہ کہ ان سے مشورہ کیا۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے، ہماری امت پر حلال ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص15)

جس حیلے کی شریعت میں اجازت ہو، وہ حلال ہے، جو غیر شرعی حیلہ ہے، وہ پہلی امتوں میں بھی حرام تھا اور اس امت میں بھی۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صالحین کے خواب شرعًا معتبر ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص186)

انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی کا خواب شرعًا معتبر نہیں۔

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''قبر میں مدفون بندے زائرین کو دیکھتے، جانتے اور پہچانتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص352)

اس پر کوئی دلیل نہیں۔ رہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے حجرہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے بعد حجاب کرنا، تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مدفون، زائرین کو دیکھتے ہیں۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا محض اجتہاد تھا، وہ فوت شدہ غیر محرم کی قبر پر بھی بغیر حجاب کے جانا پسند نہیں کرتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس لیے نہیں پردہ کرتی تھیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ رہے ہیں۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حنفیوں کے نزدیک مکہ معظّمہ کے مکانات کی بیع و کرایہ ممنوع ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص533)

یہ بے دلیل مؤقف ہے۔ صحیح بخاری (۳۰۵۸) کی حدیث کے خلاف ہے۔ علمائے احناف نے اس مسئلہ میں دلائل سے پہلوتہی کی وجہ سے دو جھوٹی حدیثیں بیان کی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

مَنْ آجَرَ أَرْضَ مَكَّةَ فَكَأَنَّمَا أَكَلَ الرِّبَا .

''جس نے مکہ کی زمین کو کرایہ پر دیا، گویا اس نے سود کھایا۔''

(الهِداية : 379/4)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 801/5)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ .

''ان الفاظ سے یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(البِناية : 230/12)

نبی کریم ﷺ سے منسوب ہے:

مَكَّةُ حَرَامٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا وَلَا تُورَثُ .

''مکہ حرم ہے، اس کی زمین کو بیچا نہیں جا سکتا اور نہ اس کا وارث بنا جا سکتا ہے۔''

(الهداية : 379/4)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 801/5)

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق حضور کی نظر میں ہے اور سب کی عبادت و اعمال حضور دیکھ رہے ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمہارے رکوع سجود، تمہارے خشوع و خضوع چھپے نہیں، یعنی قیامت تک کے ہر مؤمن کی ہر حرکت سے خبردار ہیں۔ حضور نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا کہ ایک چغل خور تھا اور دوسرا چرواہا تھا، جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص532)

نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو دیکھ رہے ہیں، بے دلیل ہے۔ ائمہ اہل سنت میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں۔ جہاں تک نماز میں دیکھنے کا تعلق ہے، تو یہ معجزہ ہے، جو نماز کے ساتھ خاص تھا۔ ''تمہارے خشوع و خضوع چھپے نہیں۔'' یہ حدیث نہیں۔ مفتی صاحب کی اپنی بات ہے۔ جسے حدیث باور کرایا جا رہا ہے۔ حدیث میں خشوع سے مراد سجدہ ہے۔ قبر والوں کے متعلق خبر دینا وحی الٰہی سے تھا۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف میں لکنت تھی، کیونکہ آپ نے بچپن میں فرعون کے ہاں انگارا منہ میں رکھ لیا تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص621)

اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ ابو طالب کے ایمان میں اہل سنت میں اختلاف ہے، حق یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص625)

اہل سنت سے مراد بریلوی علما ہیں، تو یہ بات سمجھ آتی ہے، اگر اہل سنت سے مراد محدثین عظام ہیں، تو ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ قرآن وحدیث اور اجماع سلف سے ثابت ہے کہ ابو طالب ایمان نہیں لائے تھے۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''جو پکارنا شرک ہے، وہ عبادت کے طور پر پکارنا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص627)

پکارنا دعا کے معنی میں ہے۔ غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہے، کیونکہ دعا و پکار عبادت ہے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''آفات میں اولیاء اللہ یا انبیائے کرام کا سہارا پکڑنا، اس میں داخل نہیں کہ ہم انہیں رب کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کا مظہر سمجھتے ہیں، یہ استعانت شرک نہیں۔ اگر مجرم گناہ گار نبی کے آستانہ پر جا کر فریادی ہو، تو شرک نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص640)

یہ عبارت مشرکین مکہ کے عقائد کی عکاسی کرتی ہے۔ اہل سنت میں سے یہ کسی کا عقیدہ نہیں۔ سبھی اسے شرک سمجھتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن وسنت کی نصوص اور اسلاف امت کے خلاف ہے۔ کسی ثقہ مسلمان سے آفات میں اولیاء اللہ یا انبیائے کرام کا سہارا پکڑنا ثابت نہیں۔

❁ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ وَلِيٍّ أَوْ رُوحٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فِي كَشْفِ كُرْبَةٍ أَوْ قَضَاءِ حَاجَةٍ تَأْثِيرًا، فَقَدْ وَقَعَ فِي وَادِي جَهْلٍ خَطِيرٍ، فَهُوَ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ السَّعِيرِ.

وَأَمَّا كَوْنُهُمْ مُسْتَدِلِّينَ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُمْ كَرَامَاتٌ، فَحَاشَا لِلّٰهِ أَنْ تَكُونَ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ بِهٰذِهِ الْمَثَابَةِ، وَأَنْ يُّظَنَّ بِهِمْ أَنَّ دَفْعَ الضُّرِّ، وَجَلْبَ النَّفْعِ مِنْهُمْ كَرَامَةٌ، فَهٰذَا ظَنُّ أَهْلِ الْأَوْثَانِ، كَمَا أَخْبَرَ الرَّحْمٰنُ: ﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾، ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ نبی، ولی، روح یا کسی اور ہستی کو مصیبت دور کرنے اور حاجت پوری کرنے کا اختیار ہے، تو وہ جہالت کی خطرناک وادی میں واقع ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دھانے پر کھڑا ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ اولیائے کرام (حاجب روائی) اپنی کرامات کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ اللہ کے ولیوں کو ایسے مقام پر سمجھا جائے اور ان سے یہ گمان رکھا جائے کہ وہ کرامت کے ذریعے لوگوں کی

تکلیفیں دور کرتے اور ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ تو بتوں کے پجاریوں کا عقیدہ ہوا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ کریم ان کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں:

﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' اسی طرح ان کا ایک اور جملہ یوں نقل کیا: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔''

(سیف اللّٰه علی من كذب علی أولياء اللّٰه، ص 48)

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے، حکیم بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو بھی اللہ کے صفاتی نام دے سکتے ہیں۔ دیکھو! حکیم اللہ کا نام بھی ہے اور قرآن شریف کا بھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص655)

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا غیر قرار دینا نری جہالت وضلالت ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، غیر اللہ نہیں۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی، تاکہ رب سے اُمید اور عبادت کا ذوق ہو، یہ بھی عبادت ہے، اس سے زیارت قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص652)

آستانوں کا کوئی جواز نہیں ۔ یہ بت پرستوں کی نقالی ہے ۔ غیر اللہ کے عبادت گاہیں قائم کر کے وہاں حاضری دینا اور اسے عبادت قرار دینا قطعاً درست نہیں ۔ شریعت میں میلے ٹھیلے اور قبروں پر عرس رچانا ممنوع وحرام ہیں ۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ فرمایا ہو، تو کوئی مضائقہ نہیں کہ اس دولہا کی قبر گجرات ، پنجاب میں ہے، اس کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہے ۔ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں، ان کی قبر شریف زیارت گاہِ خاص وعام ہے، ان کی عمر چھ سو برس ہوئی ۔''

(تفسیر نور العرفان، ص88)

قبر پرستی اور خانقاہی نظام کو ترویج دینے کے لیے مفتی صاحب ہر حربہ استعمال کر سکتے ہیں ۔ یہ ساری کی ساری باتیں بے سروپا اور ہفوات ہیں ۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ ربانی کام صالحین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں، کیونکہ شفا دینا رب کا کام ہے، لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ دافع بلا ہیں، اولاد دیتے ہیں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں مردے زندہ کرتا ہوں، میں لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں، میں غیبی خبریں دیتا ہوں، حالانکہ یہ تمام کام رب کے ہیں ۔''

(تفسیر نور العرفان، ص88)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں، جن میں انہوں نے واضح اعتراف کیا ہے کہ یہ تمام کام

اللہ کے اذن سے ہوتے ہیں۔ یہ صرف ایک نبی کی نبوت کی سچائی پر دلیل ہیں، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ نبی کریم ﷺ دافع البلا ہیں، عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں، وغیرہ۔

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ظہور نبوت سے پہلے احکام قرآنی سے خبردار تھے، ظہور نبوت کے بعد تبلیغ شروع فرمائی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص334)

گمراہ صوفیا کا کفریہ نظریہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو قرآنی احکام وحی کے ذریعے معلوم ہوئے اور وحی کا نزول نبوت کے بعد ہوا۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ بوقت مصیبت اللہ کے مقبول بندوں کو مدد کے لیے پکارنا کفر نہیں۔ قیامت کی آفت میں سب شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص335)

مصیبت کے وقت اللہ کے نیک بندوں کی پکار شرک ہے۔ قرآن وحدیث کے منافی عقیدہ ہے۔ روز قیامت اللہ کے نیک بندے شفاعت کریں گے، اس کے لیے جس کے لیے اللہ اجازت دے گا۔ روز قیامت شفاعت کرنا اور دنیا میں مصیبت کے وقت اللہ کے نیک بندوں کی پکار کرنا، ان دونوں میں بُعد مشرقین ہے۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کے نیک بندوں سے مدد لینا شرک نہیں، کفر نہیں، بلکہ سنت انبیا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص297)

مدد دو طرح کی ہوتی ہے؛ فوق الاسباب اور تحت الاسباب۔ تحت الاسباب مدد اس

زندہ شخص سے لی جا سکتی ہے، جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ یہ انسانی ضرورت ہے۔ یہ مدد زندوں سے مانگی جا سکتی ہے، مردوں سے نہیں، کیونکہ مردہ اس پر قادر نہیں۔ جبکہ فوق الاسباب مدد صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جا سکتی ہے، اس مدد کے لیے غیر اللہ کی پکار شرک ہے۔ اسے سنت انبیا کہنا صریح بہتان ہے۔ تحت الاسباب مدد کی مثالیں دے کر مخلوق سے فوق الاسباب مدد مانگنے کا جواز پیش کرنا جہالت اور شرک کی ترویج کے سوا کچھ ہے۔

⑳ مفتی صاحب سورت نجم (۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''وہ جلوہ نور الٰہی اپنے حبیب کی طرف، یا حضرت جبریل حضور کی طرف۔ پہلا معنیٰ قوی ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص840)

اس سے مراد جبریل اور نبی کریم ﷺ ہیں۔ لہٰذا آیت کی تفسیر میں یہ کہنا کہ ''وہ جلوہ نور الٰہی اپنے حبیب کی طرف'' درست نہیں۔

㉑ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ پہلے سے ہی نبی ہیں، اگرچہ نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص975)

یہ بالاتفاق کفر ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ اس سے پہلے آپ نبی نہیں تھے۔ البتہ آپ کے مقدر میں نبوت لکھی جا چکی تھی۔

㉒ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''رب فرماتا ہے: ﴿ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ یعنی اے محبوب! ہم نے آپ کو عظیم الشان نشان ہدایت پایا، تو آپ کے وسیلہ سے سب کو ہدایت دی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص839)

آیت کا درست معنی یہ ہے: اے نبی! آپ عالم نہ تھے، اللہ نے آپ کی علم وحی سے راہنمائی کی اور آپ کو سرچشمہ ہدایت بنا دیا۔

یا اس کا معنی ہے: ''آپ (ایمان اور شریعت کی تفصیل سے) بے خبر تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی کر دی۔''

اس معنی کی تائید دیگر آیات بینات سے ہوتی ہے:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(الشّورٰی: ۵۲)

''آپ لکھنا جانتے تھے، نہ ایمان سے واقف تھے، ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح القدس جبریل امین کو (وحی دے کر) بھیجا، ہم اس وحی کو اپنے چنیدہ بندوں کے لیے راہ ہدایت بنا دیا اور آپ کو جادۂ مستقیم کا داعی بنا دیا۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾(النساء: ۱۱۳)

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا، جو آپ پہلے جانتے نہیں تھے، آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾(العنكبوت : ٤٨)

''نزول قرآن سے قبل آپ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے، نہ لکھ، (کیوں کہ اگر ایسا ہوتا، تب تو) باطل لوگ شک کا شکار ہوتے۔''

لہٰذا آیت کا یہ ترجمہ کرنا ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔'' (کنز الایمان) درست نہیں۔

۴۳ مفتی صاحب سورت احزاب (۳۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ ورسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ ورسول نے ہم کو غنی کر دیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾۔''

(تفسیر نور العرفان، ص674)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ پر اسلام کی صورت میں انعام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے انعام کیا۔ اس سے یہ کہنا کیسے جائز ہو گا کہ ''اللہ ورسول نے ہم کو یہ نعمت دی۔''؟

دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مالدار بنا دیا اور اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ وہ اس طرح کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو مدینہ تجارت کا مرکز بن گیا، جس سے وہاں کے غریب لوگوں کو مال تجارت میں خاطر خواہ نفع ہوا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔ اس سے یہ کہنا کہ ''اللہ ورسول نے ہم کو غنی کر دیا۔'' کیسے درست ہو سکتا ہے؟

۲۴ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضور کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص559)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ منسوب قول جھوٹا ہے۔ دنیا میں اس کی کوئی سند نہیں۔ علامہ نسفی حنفی نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

۲۵ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص559)

یہ جھوٹ ہے۔